مرزا قتیل دہلوی کی اردو شاعری

Urdu Poetry of Mirza Qateel Delhvi

غلام اکبر، ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی لاہور
عمارہ طارق، شعبہ اردو، ایجوکیشن یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Mirza Muhammad Hassan Qateel was a fervent follower of Hafiz's shirazi's style of Ghazals and eminent sub-continent writer of Persian literature. He expertise both in Persian as well as in Urdu language; yet his Urdu literature work is not readily available. However, his urdu literature work can be referred in certain collection of biographical notes. Mirza Qateel penned down first book in Urdu Meter and Prosody in collaboration with Syed Insha Ullah Khan under the title Darya-e-Lataful. This book is the first grammer book of Urdu and Qateels's work in this book played a pivot role in oxygenation of Urdu language and this book is a valuable addition to the history and evolution of Poetic Meter. This article covers the analytical review of Mirza Qateel's works on urdu poetry and give the readers an insight over the qateels' work on urdu literature.

Keywords: Qateel, Inshallah Khan , Persian, Urdu poetry, Persian recognition, Darya e Latafat

مرزا محمد حسن قتیل دہلوی برصغیر کے نامور فارسی شناسا تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں ہندو مذہب سے تعلق تھا۔ جوانی میں اسلام قبول کیا۔ عمر کا زیادہ حصہ لکھنو میں گزرا۔ وہیں وفات پائی۔ فارسی گرامر، تاریخ، لغت، عروض اور نقد ادبی جیسے اہم موضوعات پر ان کی تصانیف برصغیر کے فارسی ادب کا سرمایہ ہیں (۱)۔ وہ فارسی، ترکی، عربی اور اردو چاروں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ وہ فارسی زبان کے باکمال شاعر بھی تھے۔ وہ اردو زبان میں بھی دسترس رکھتے تھے اور بہت سے شعرا ان سے اردو شاعری کی اصلاح لیتے تھے۔ جب برصغیر کے عظیم اردو شناس میر انشا اللہ خان انشا نے اردو گرامر پر کتاب (دریائے لطافت) لکھنا چاہی تو اس دور کے اردو شناسوں میں سے صرف مرزا قتیل کو اس میں شریک کیا اور ان کے بارے میں اس خیال کا اظہار کیا:

''این ہمہ فرصت بہ دست نیامد کہ تنہا رنگ بر چہرۂ این نقش بدیع کشم، میرزا محمد حسن قتیل را نیز، کہ رد

کردۂ او بی تامل رد کردۂ من و پسندیدۂ او پسندیدۂ این کژ مژ زبان بودہ است و از صغر سن میانہ من و
او در ہر چیز حصہٴ برادرانہ قرار پذیرفتہ شریک این دولت ابدمدت ساختم و باہم چنین مقرر شد کہ خطبہٴ
کتاب و لغت و محاورہ اردو و ہر چہ صحت و سقم آن باشد و مصطلحات شاہجہان آباد و علم صرف و نحو این
زبان را راقم مذنب یعنی کمترین بندۂ درگاہ آسمان جاہ انشا بنویسد و منطق و عروض و قافیہ و بیان و بدیع
را او بہ قید قلم در آرد و چون بندہ را بیشتر با نظم سروکار ماندہ و او را با نظم و نثر ہر دو، چند سطری کہ می نویسم
نگاہداشتن آن نیز موقوف بر پسند او ست۔‘‘(۲)

(مجھے اتنی فرصت میسر نہ ہوئی کہ تنہا اس انوکھی تصویر میں رنگ بھرتا، (اس لیے) میرزا محمد حسن قتیل کو بھی، کہ اس کا رد کردہ میرا رد کردہ ہے اور اس کا پسندیدہ میرا پسندیدہ ہے اور کم عمری سے ہی میرے اور اس کے درمیان بھائیوں والا حصہ طے شدہ ہے، اس ابدی دولت کا شریک بنایا اور باہم یہ مقرر ہوا کہ کتاب کا خطبہ، لغت، محاورۂ اردو اور جو کچھ اس کی صحت اور سقم ہے، اور شاہجہان آباد کے مصطلحات اور اس زبان کی صرف و نحو راقم مذنب یعنی بارگاہ آسمان جاہ کا کمترین بندہ انشا لکھے گا اور منطق، عروض، قافیہ، بیان اور بدیع وہ (قتیل) لکھے گا۔ اور چونکہ بندہ کو بیشتر نظم سے سروکار رہا ہے اور اسے نظم و نثر دونوں سے، (اس لیے) جو چند سطریں میں لکھ رہا ہوں، ان کی اصلاح بھی اس کی پسند پر موقوف ہے۔)

قتیل نے دریائے لطافت میں عروض، بیان اور بدیع کے ذیل میں اردو اشعار کی مثالیں پیش کیں اور اس طرح اردو زبان اور شاعری کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا۔ قتیل کے دوسرے دوست اور تذکرہ نگار غلام ہمدانی مصحفی نے قتیل کی اردو شناسی کے بارے میں یوں لکھا ہے:

’’مرزا قتیل کہ او ہم با وصف فارسی گوئی دعوی اردو دانی ریختہ داشت۔۔۔‘‘(۳)

(میرزا قتیل کہ جو فارسی گوئی کے ساتھ ساتھ ریختہ اور اردو دانی کا دعویٰ بھی رکھتے تھے۔۔۔)

لکھنو میں مرزا قتیل نے جہاں فارسی شاعری میں درجنوں شاگردوں کی رہنمائی کی، وہاں اردو شاعری میں بھی بہت سے شعرا کو اصلاح دی۔ یہاں مرزا قتیل کے شاگرد اردو گو شعرا کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

اختر، صادق خان (۱۷۴۶ء۔۱۸۵۸ء):

قاضی محمد صادق خان اختر اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ان کا تعلق ہوگلی سے تھا جو کلکتہ کے نواح میں ہے۔ وہ ۱۸۰۹ء کے لگ بھگ لکھنو میں آئے اور نواب غازی الدین حیدر کے دربار سے وابستہ ہو گئے اور ملک الشعرا کا خطاب پایا۔ (۴) بعد میں کافی عرصہ کان پور میں رہے۔ پھر لکھنو چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔
تصانیف:

بہار اقبال ۔بہارِ بے خزاں ۔تذکرہ آفتاب عالمتاب
۔حدیقۃ الارشاد ۔دیوان اردو ۔دیوان فارسی
۔صبح صادق ۔گلدستۂ محبت ۔گنج نیرنج
۔لوامع النور ۔محامدِ حیدریہ ۔مفید المستفید
۔نفوذ الحکم ۔نور الانشا

اختر قتیل کے شاگرد تھے اور ان کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

کامل ہو فن شعر میں اختر تو کیا عجب
شاگرد ہے قتیل سے اہلِ کمال کا
اختر غزل قتیل کے پڑھتا تھا روبرو
طوطی کے آگے بولتا گلشن میں زاغ تھا(۵)

نمونۂ کلام:

نظر میں جلوہ گر عارض ہے کس خورشید تاباں کا
کہ ہے تارِ شعاع مہر ہر مو اپنے مژگاں کا
بڑھایا اس قدر القاب اس کا ہم نے نامے میں
کہ خامہ عمر بھر عاشق رہا تحریرِ عنواں کا(۶)

تسکین، جوالا پرشاد:

راجہ جوالا پرشاد تسکین نثر اور نظم کے ماہر تھے۔قتیل کے شاگرد تھے۔نمونۂ کلام:

طلائی رنگ ایسا ہے دلا رخسارِ جاناں کا
کہ اڑتا رنگ ہے ہر ہر گھڑی مہتاب تاباں کا(۷)

سید، میر امجد علی:

میر امجد علی اردو زبان کے شاعر تھے۔سید تخلص کرتے تھے۔سعادت خان ناصر نے ان کا نام میر محمد علی لکھا ہے(۸)۔قتیل کے شاگرد تھے۔اوائل عمر میں مرثیہ اور سلام کہتے تھے۔بعد میں قتیل کی ترغیب سے اردو شعر کہنے لگے۔نمونۂ کلام:

جدا وہ جب سے ہوا ہے کنار سے میرے
گیا ہے دل ہی مرا اختیار سے میرے

ترے نہ آنے سے پیارے جو مجھ پہ گزری ہے
وہ پوچھ اس دلِ امیدوار سے میرے
رکھے ہے دل کو جو اس زلف و رخ سے وابستہ
خبر اسی کو ہے لیل و نہار سے میرے(۹)

صادق،نورعلی بیگ:

نورعلی بیگ صادق اردو کے باکمال شاعر تھے۔قتیل کے شاگرد تھے۔نمونہ کلام:

عشق میں جب سے پڑا اس دلِ ناشاد سے کام
ہے مجھے نے کی طرح نالہ و فریاد سے کام
باغباں سے نہیں وابستہ غرض کچھ اپنی
جوں گرفتارِ قفس رکھتے ہیں صیاد سے کام
میں کسی کے قد موزوں کا ہوں عاشق قمری
نہ تو کچھ سرو سے مطلب، نہ ہے شمشاد سے کام(۱۰)

قمر،قمرالدین احمد خان:

قمرالدین احمد خان عرف مرزا حاجی،مرزا جعفرحسین کے بیٹے تھے۔قمرتخلص کرتے تھے اورقتیل کے شاگرد تھے۔نمونہ کلام:

دل اس کا میرے دل سے بھلا کس طرح ملے
مطلق نہیں ہے سنگ کو نسبت حباب سے
افتادگان کوئے محبت سے پوچھیے
بہتر ہیں خار و خس انھیں مخمل کے خواب سے
ساقی سمجھ کے نرگسِ مے گوں کا اپنے مست
دیتا ہے بھر کے مجھے کو گلابی گلاب سے(۱۱)

مفتون بلگرامی،سید محمد:

سید محمد رضا بن سید تبارک حسین بلگرامی اردو اور فارسی زبان کے شاعر تھے، فارسی میں رضا اور اردو میں

مفتون تخلص کرتے تھے۔قتیل کے شاگرد تھے۔نواب سعادت علی خان کے دربار سے وابستہ رہے۔بعد میں آرہ میں چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔نمونۂ کلام:

تجھ کو دلدار میں سمجھتا ہوں
کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں
نہ اس کا وصل ہے ممکن، نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الہی عذاب ہے دل کو(۱۲)

اردو شاعری میں دسترس رکھنے کے باوجود میرزا قتیل طبعاً اردو شعر گوئی کی طرف مائل نہ تھے۔ان کی تصانیف میں سوائے دریائے لطافت کے،ہمیں ان کے اردو اشعار نہیں ملتے۔اس کی وجہ شاید یہ ہوسکتی ہے کہ ان کی باقی تصانیف فارسی زبان میں تھیں،اس لیے انھوں نے اس میں اپنے اردو اشعار درج نہیں کیے۔مختلف تذکروں میں ان کے اردو اشعار درج ہیں۔سب سے پہلا تذکرہ جس میں ان کے اردو اشعار ملتے ہیں،مرقع شعرا ہے۔یہ مرقع رام بابو سکسینہ نے مرتب کر کے شائع کیا۔اس کا ابتدائی اور آخری حصہ افتادہ ہے۔اس لیے تاریخ تالیف اور مؤلف کے بارے میں معلومات میسر نہیں۔تاہم مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ اندازاً اس کا سال تالیف بارھویں صدی ہجری کے اواخر یا تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں سے کوئی سال ہوسکتا ہے۔(۱۳) مرقع شعرا کے مؤلف نے ان کی اردو شاعری کے بارے میں لکھا ہے:

’’برخی از اشعار آبدار ریختہ ہم از وسر زدہ۔گاہی بہ خاطر احباب بہ مجالس رنگین شعر ریختہ چیزی می خواند۔از احباب واصحاب آفرین بایی می شنود۔بندہ دوبار بہ ملاقات اوسرفراز گشتم۔ریختہ اش از بیاض او بیرون نرفتہ۔بہ سعی بسیار چندی اشعار فراہم آوردہ ہدیۃ الناظرین می سازم‘‘(۱۴)

(ریختہ کے کچھ اشعار بھی اس نے لکھے ہیں۔کبھی کبھی ریختہ کی رنگین مجالس میں دوستوں کے لیے کچھ اشعار کہتے تھے۔احباب اور اصحاب سے داد حاصل کرتے تھے۔بندہ نے دو بار ان کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ان کا ریختہ کا کلام ان کی بیاض سے باہر نہیں نکلا۔میں نے بہت کوشش سے چند اشعار اکٹھے کیے ہیں جو ناظرین کو ہدیہ کے طور پر پیش کرتا ہوں)

اس کے بعد درج ذیل اردو شعر درج کیے ہیں:

اس زلف کی کیا بات ہے، آدھی ادھر آدھی ادھر
پھیلی یہ کالی رات ہے،آدھی ادھر آدھی ادھر
زندہ کرو ہو مردوں کو تم ایک آن میں

عیسیٰ کا معجزہ ہے تمھاری زبان میں

وے سب جو چل رہے ہیں اشارات پر ترے
اتریں گے پورے عشق کے تجھ امتحان میں
کیسے کیسے جلے جلے ہیں ہم
وہ کہے ہے ابھی بھلے ہیں ہم(۱۵)

جئے جئے متر ارمان نے تذکرہ نسخۂ دلکشا (تالیف ۱۸۵۴ء) میں لکھا ہے:

''قتیل تخلص نام مرزا محمد حسن دہلوی قوم کھتری، دین اسلام قبول کر کے لکھنو میں رہتے۔شیریں زبان اور فصیح بیان۔فارسی میں اکثر دیوان اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔اردو اشعار کہنے پر طبیعت مائل نہ تھی۔اوائل کچھ اشعار کہے تھے بعدہٗ ان کو دور کیا۔مگر بعضے لوگ چند اشعار کی نسبت طرف اس شاعر موصوف کے کرتے ہیں چنانچہ دو ایک ان میں سے واسطے یادگاری کے لکھے جاتے ہیں:

مکھڑا ترا ظہور خدائے کریم ہے
گو جا بجا وفور بلائے عظیم ہے(۱۶)
مجھ کو رسوا نہ کر اے آفتِ جاں بہر خدا
بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل
کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا''(۱۷)

سعادت خان ناصر نے تذکرہ خوش معرکہ زیبا میں لکھا ہے:

''چونکہ مولد اس کا ہندوستان تھا، بہ حکم کل شئی یرجع الی اصلہ، کبھی کوئی مصرع یا بیت زبان ریختہ میں بھی کہتا، چنانچہ یہ شعر ہندی اس مرحوم و مغفور سے یادگار:

زنگی بچے کا حسن عدیم المثال ہے
ثانی جو اس کا ہے تو کوئی خال خال ہے

اگر چہ یہ شعر اس کا دون مرتبہ ہے مگر یہ کہ ہندی گویوں کا تذکرہ ہے اور اکثر ہندی گو اس کے شاگرد ہیں، اس واسطے لکھا گیا''(۱۸)

دریائے لطافت میں میرزا قتیل نے بیان اور بدیع کی مثالوں میں دوسرے شعرا کے ساتھ ساتھ اپنے

اشعار بھی لکھے ہیں۔ یہ اشعار فنی حوالے سے خاص نہیں لیکن اردو زبان کی ترویج کے سلسلے میں ان کی تاریخی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چند اشعار یہاں درج کیے جاتے ہیں:

تجنیس کی مثال:

تجھ کو نہ کبھی دیکھ مجھے ترس آیا
بھر عمر نظارے کے لیے ترسایا(۱۹)

ردالعجز علی الصدر کی مثال:

مانگ اپنی سنوارتی ہے آج
جس نے کل دل لیا تھا ہم سے مانگ(۱۸)

ایہام کی مثال:

عرش پر کیونکر نہ ہو تیرا دماغ
دی گورنر نے تجھے کرسی پہ جا(۲۰)

تجاہل العارف کی مثال:

آدمی ہے یا فرشتہ، یا پری یا حور ہے
یا کوئی تصویر ہے یہ یا درخت نور ہے(۲۲)

لف ونشر کی مثال:

کفِ بخشش سے ترے معدن و دریا و بہار
تینوں حاصل کریں اے سرور فرخندہ تبار
لعل معدن کو ملے، بحر کو در خوش آب
دیکھے ہر لالہ و نسریں سے بہار اپنے کنار(۲۳)

سرو و گل شوق میں تیرے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہیں بہم قمری و بلبل کی طرح(۲۴)

حواشی

۱۔ قتیل،نہرالفصاحت،ص۵۔۱۱

۲۔ انشا،قتیل،دریائے لطافت،ص۴۔۵

۳۔ مصحفی،تذکرہ ریاض الفصحا،ص۲۶۰

۴۔ کلیم،تذکرہ طورکلیم،ص۱۰۔۱۱؛صبا،تذکرہ روزروشن،ص۳۷۔۴۰

۵۔ جالبی،تاریخ ادب اردو،جلدسوم،ص۳۸۶۔۳۸۷

۶۔ ناصر،تذکرہ خوش معرکہ زیبا،ص۳۰۳

۷۔ ایضاً،ص۳۰۷

۸۔ ناصر،تذکرہ خوش معرکہ زیبا،ص۳۰۰

۹۔ مصحفی،تذکرہ ریاض الفصحا،ص۱۲۰۔۱۲۲

۱۰۔ مصحفی،تذکرہ ریاض الفصحا،ص۱۷۲۔۱۷۳؛ناصر،تذکرہ خوش معرکہ زیبا،ص۳۰۰

۱۱۔ مصحفی،تذکرہ ریاض الفصحا،ص۲۵۹۔۲۶۲؛ناصرتذکرہ خوش معرکہ زیبا،جلددوم،ص۲۹۸۔۲۹۹

۱۲۔ صفیربلگرامی،تذکرہ جلوۂ خضر،حصہ اول،ص۱۷۲

۱۳۔ مرقع شعرا،پیش لفظ

۱۴۔ ایضاً،ص۲۹

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ یہ شعردریائے لطافت میں ص۴۲۹پردرج ہے

۱۷۔ ارمان،تذکرہ نسخۂ دلکشا، ص۱۵۵؛ یہ رباعی دریائے لطافت میں ص۴۳۵پردرج ہے

۱۸۔ ناصر،تذکرہ خوش معرکہ زیبا،ص۲۹۷۔۲۹۸

۱۹۔ انشا،قتیل،دریائے لطافت،۴۲۸

۲۰۔ ایضاً،ص۴۳۰

۲۱۔ ایضاً،ص۴۵۰

۲۲۔ ایضاً،ص۴۵۴

۲۳۔ ایضاً،ص۴۵۵

۲۴۔ ایضاً

مآخذ

۱۔ ارمان، جسمے جئے متر، تذکرہ نسخۂ دلکشا، مرتبہ رئیس انور رحمان، کلکتہ: نشاط بک اسٹورس، مئی ۱۹۷۹ء

۲۔ انشا، سید انشا اللہ خان، قتیل، میرزا محمد حسن، دریائے لطافت، مرشد آباد: مطبع آفتاب عالمتاب، ۱۸۵۰ء

۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، جلد سوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، چاپ دوم، ۲۰۰۸ء

۴۔ رام بابو سکسینہ (مرتب) مرقع شعرا، دھومی مل دھرم داس۔ دہلی: چاوری بازار، ۱۹۵۶ء

۵۔ صبا، محمد مظفر حسین، تذکرہ روز روشن، بھوپال، ہند، ۱۲۹۷ھ

۶۔ صفیر بلگرامی، سید فرزند احمد، تذکرہ جلوۂ خضر، حصہ اول، آرہ: مطبوعہ نور الانوار، ۱۸۸۴ء

۷۔ قتیل، میرزا محمد حسن، نہر الفصاحت، مجلس تحقیق و تالیف، لاہور: شعبہ فارسی جی سی یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء

۸۔ کلیم، نور الحسن خان، تذکرہ طور کلیم، آگرہ: مطبع مفید عام، ۱۲۹۸ھ

۹۔ مصحفی، غلام ہمدانی، تذکرہ ریاض الفصحا، مرتبہ مولوی عبدالحق۔ اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو، ۱۹۳۴ء

۱۰۔ ناصر، سعادت خان، تذکرہ خوش معرکۂ زیبا، مرتبہ مشفق خواجہ۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء